نام : محسنہ قیوم
پیپر نمبر : 83

Date:

حصہ دوم

سوال نمبر 2:

اسلام میں عقیدہ توحید کا تصور اور اسکے اثرات:

(1) تعارف

توحید انسان کا بنیادی عقیدہ اور ایمان کا مرکز ہے۔ توحید کا مطلب ہے کہ "اللہ کی وحدانیت پر یقین"

اگر اللہ پر ایمان ہوگا تو باقی کے چار ارکان پر بھی ایمان ہوگا ورنہ کسی بھی ارکان پر ایمان کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اللہ پاک پر ایمان اسکی وحدانیت پر ایمان رکھنا، اسی کو کائنات کا خالق و مالک تصور کرنا توحید کہلاتا ہے۔ اگر اللہ پاک کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے تو وہ بندہ شرک کا مرتکب ہوگا۔ توحید انسان کی زندگی میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ نہ صرف انسان کی انفرادی بلکہ اجتماعی زندگی میں بھی رہنمائی اور سکون کا باعث بنتا ہے۔

(2) توحید کے لغوی معنی

توحید عربی زبان کے لفظ **وحد** سے نکلا ہے جسکا مطلب ہے:

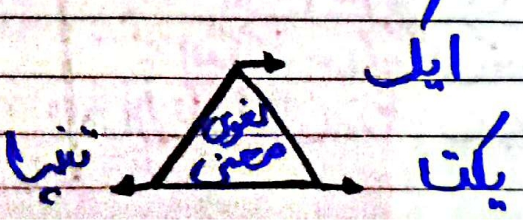

Date:

(ii) توحید کا اصطلاحی معنی:

شرعی اصطلاح میں توحید سے مراد ہے کہ

"اللہ پاک کو اسکی ذات، صفات اور افعال و عبادت میں یکتا ماننا، بے مثل ماننا"

اس بات سے مراد ہے کہ اللہ پاک ایک ہے وہ ہی اس دنیا کا خالق و مالک ہے اور اُسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔
یہ عقیدہ دل کی تسلیم اور زبان کی گواہی پر مبنی ہے۔ کلمہ طیبہ ہی ہے جو توحید کی بنیاد ہے۔

لا الہ الا اللہ

اللہ پاک کے سوا کوئی معبود نہیں

(2) عقیدہ توحید اور شرک

اسلام میں جہاں جہاں توحید کا ذکر ہوا وہی شرک سے اس بات کو واضح کیا گیا کہ اللہ کے سوا کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ اللہ پاک واحد ہے اسکا کوئی ہمسر یا شریک نہیں۔
ایک شخص شرک کا مرتکب تب ہوتا ہے جب وہ اللہ پاک کی ذات، صفات میں کسی کو شریک ٹھہراتا ہے۔

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

"سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ حالانکہ اُس نے تمہیں پیدا کیا۔"

CamScanner

Date:

قرآن و حدیث کی روشنی میں عقیدہ توحید

اللہ پاک نے قرآن پاک میں متعدد مقامات پر عقیدہ توحید کی اہمیت واضح کی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل ھو اللہ احد، اللہ الصمد، لم یلد ولم یولد، ولم یکن لہ کفواً احد۔
(112:1-4)

ترجمہ: اور کہہ دو کہ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنم دیا، نہ ہی اس کو کسی نے جنم دیا اور کوئی اسکا ہمسر نہیں۔

یہ سورۃ اخلاص اللہ کے یکتا ہونے اور بے مثل ہونے کی وضاحت کرتی ہے۔
ایک اور جگہ پر ارشاد ہوا!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والھکم الہ واحد (2:163)

ترجمہ: اور تمہارا معبود بس ایک ہی ہے۔

جہاں قرآن پاک میں بہت سی جگہوں پر عقیدہ توحید کی وضاحت ہے وہاں حدیث میں بھی ہے۔

آپ نے فرمایا:

Date:

"اسلام میں داخل ہونے کا دروازہ توحید ہے۔"

ایک اور جگہ پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"میری اور مجھ سے پہلے گزرے انبیاء کی مثال ایک ہی ہے، کفر کے دلداروں کی یہ سب نے اپنی اپنی امت کو یہی کہا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں!!"

(۴) توحید کی اقسام

عقیدہ توحید کی تین اقسام ہیں۔

توحید

توحید فی الذات

اللہ پاک کو اپنی ذات میں یکتا ماننا۔ اُسکا کوئی خاندان یا قبیلہ نہیں ہے۔
ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا (22:22)
ترجمہ: اگر زمین میں اللہ کے سوا کوئی اور خدا ہوتے تو ان کا نظام بگڑ جاتا۔

توحید فی الصفات

اللہ پاک کو اُس کی صفات میں ایک ماننا جو اُس کی صفات ہیں وہ کسی کی نہیں۔
اللہ پاک کے 99 نام اُس کی صفات بیان کرتے ہیں۔
الرحیم ← رحم کرنے والا
القیوم ← قائم رہنے والا

توحید فی الافعال

اللہ پاک کو اُس کے کام میں یکتا ماننا۔ جو کام وہ انجام دیتا ہے وہ اور کوئی نہیں دے سکتا۔
ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (9:54)
ترجمہ: اور ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا

Date:

عقیدہ توحید کے انفرادی زندگی پر اثرات

عقیدہ توحید انسان کی انفرادی زندگی میں بہت اہمیت کا حامل ہے اور انسان کی زندگی میں بہت اثر ڈالتا ہے۔

(i) دل کا سکون

توحید انسان کو اللہ پر ایمان لانے کے بعد دل کا سکون عطا کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ پر ایمان لانے سے انسان کو واضح مقصد ملتا ہے کہ وہ اس دنیا میں کیوں آیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بے شک دلوں کا سکون اللہ کی عبادت میں ہے

(القرآن)

(ii) بیداری اور جرات

جب ایک بندہ اللہ کے سامنے جھکتا ہے تو اس میں تقویٰ کے ساتھ ساتھ بیداری اور جرات پیدا ہوتی ہے اس کو بتا دیتا ہے کہ ڈر کسی نہیں سے صرف تقویٰ پر ایمان ہے۔ جو اسے ہر موڑ پر مایوس نہیں ہونے دیتا

آپ ﷺ نے فرمایا:

"مومن اللہ کے خوف اور امید کے درمیان رہتا ہے"

یہ بیداری اور جرات اسے اللہ کی رحمت سے امید پر ملتی ہے

Date:

(iii) زندگی کا مقصد اور ہدف کا تعین:

اسلام سے پہلے لوگوں کی زندگی کا کوئی مقصد نہیں تھا۔ اسلام میں توحید پر ایمان لانے سے لوگوں کو ایک مقصد ملا اور جو لوگ توحید پر ایمان لائے اس پر واضح ہوتا ہے کہ زندگی کا ایک مقصد ہے جو اللہ کی عبادت ہے۔ اللہ نے انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا اور قیامت کے دن اس کا حساب ہوگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (51:56)

ترجمہ: اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔

(iv) خودداری اور عزت نفس

توحید پر ایمان رکھنے والا خودداری اور عزت و نفس کا مالک ہوتا ہے۔ جب بندہ توحید پر ایمان رکھتا ہے وہ اس چیز کا مالک اللہ کو مانتا ہے جس کے نفع و نقصان، عزت و ذلت اس لئے وہ کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا سوائے اللہ سے مانگتا ہے اور اس کے آگے سر جھکاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وتعز من تشاء وتذل من تشاء (3:26)

ترجمہ: اللہ جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلت دے۔

Date:

عقیدہ توحید کے اجتماعی زندگی پر اثرات

عقیدہ توحید انسان کی نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی زندگی میں بھی بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔

(i) عالمگیر معاشرہ کا قیام

توحید سے ایک عالمگیر معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ اگر دنیا کے تمام مسلمان ایک اللہ پر ایمان لے آئیں تو مختلف وجوہات کی بنا پر بننے والے گروہ بندیاں ختم ہو جائیں اور معاشرہ امن کی طرف آئے گا۔

(ii) انصاف اور مساوات کا فروغ

توحید یہ تعلیم دیتا ہے کہ تمام مسلمان ایک ہیں اور اللہ کے بندے ہونے میں کسی کو کوئی طبقہ یا نسل برتر نہیں ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

> کسی عربی کو کسی عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت نہیں سوائے تقویٰ کے۔

یہ مساوات کی تعلیم معاشرے کو انصاف کی طرف راغب کرتا ہے۔

(iii) اخوت کا قیام

توحید انسان کو ایک ہی اللہ کی عبادت کی تلقین کرتا ہے جس سے اخوت جیسی بھائی چارہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ جب مسلمان 5 وقت مسجد میں

Date:

جمع ہوتے ہیں تو تمام فرقہ وارانہ ختم ہو جاتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں (49:10)

(6) ظلم و فساد کی روک تھام

توحید انسان کو ایسے معاشرے اللہ کے دائمیت کے تحت چلانے کی ترغیب دیتا ہے جس سے ظلم و فساد، بدعنوانی ختم ہو جاتی ہے اور معاشرہ انصاف کے تحت چلنے لگتا ہے۔ اللہ کا خوف انسان کو غلط کاموں سے روکتا ہے۔

حضورؐ نے فرمایا:

"اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو زمین میں اصلاح کرے"

(7) حاصل کلام

توحید یعنی اللہ پاک پر ایمان لانا ایمان اور اسلام کی بنیاد ہے۔ انسان کی زندگی میں اہمیت کا حامل تب ہی ہو سکتا ہے جب انسان دل سے یقین، زبان سے اقرار اور اپنے اعمال سے اس بات کو واضح کرے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اللہ پاک تمام انسانوں کو توحید پر ایمان لانے کی توفیق دے (آمین)

Date:

سوال نمبر 4:

(1) امر بالمعروف ونہی عن المنکر
(نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا)

(1) تعارف:

امر بالمعروف ونہی عن المنکر اسلامی معاشرے کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے جو ہر مسلمان پر فرض عینی اور فرض کفایہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ عمل نہ صرف ایک فرد بلکہ پوری امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ بھلائی کو فروغ دے اور برائی سے روکے۔

معنی و مفہوم:

امر بالمعروف کا مطلب ہے کہ بھلائی اور نیکی کو فروغ دینا جیسے کہ نماز، روزہ، صدقہ، سچ بھلائی اور نیکی کے کام ہیں۔

نہی عن المنکر کا مطلب ہے کہ برائی اور برے کام سے روکنا معاشرے کو برائیوں سے پاک کرنا جیسے کہ چوری، جھوٹ، رشوت وغیرہ
اگر معاشرے سے برائی ختم ہو جائے تو مثالی معاشرہ وجود میں آ سکتا ہے۔

(2) قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت

قرآن پاک میں اللہ نے بار بار برائی سے بچنے کی تلقین کی ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

Date:

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر (3:104)

ترجمہ: اور تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو نیکی کی طرف بلائے اور برائی سے روکے۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ ایک گروہ یا پورا معاشرہ اس ذمہ داری کو اپنائے اور معاشرے سے برائی کا خاتمہ کرے۔

آپ نے فرمایا:

"اگر تم میں سے کوئی برائی دیکھے تو ہاتھ سے روکے اگر نہ کر سکے تو زبان سے اسے روکے ورنہ دل سے نفرت کا اظہار کرے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے"

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ ایمان رکھنے والا شخص برائی پر کبھی بھی خاموش نہیں رہ سکتا چاہے وہ دل سے نفرت کرے جو کہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے لیکن وہ کرے گا ضرور۔

انفرادی عمل سے اثرات (3

اگر انسان اس کو اپنے لئے تحقیق کرے اور خود کو کیسے کھلا کرے تو اس کی زندگی خوشحال ہو جائے گی۔

(i) اخلاقی برتری

انسان اگر بھلائی کرے اور برائی سے بچے تو اس سے اسکے اخلاق اچھا ہو گا اور اخلاق کی برتری ہی سب سے اچھا عمل ہے۔

CamScanner

Date:

جو انسان کو برائیوں سے روکتی ہے۔

(ii) ایمان کی مضبوطی

جب انسان خود کو برائی سے روک رکھتا ہے اور لوگوں کو اس کی تلقین کرتا ہے اور نیکی کی ترغیب دیتا ہے تو اس کا ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ خوف خدا بڑھتا ہے اور ضمیر بیدار رہتا ہے۔

(iii) حق و باطل میں فرق

انسان جب خود کی اصلاح کرتا ہے تو اسے بھلائی اور برائی میں واضح فرق نظر آنا شروع ہوتا ہے وہ کوشش کرتا ہے کہ وہ برائی سے بچ کر رہے۔

(4) اسلامی معاشرے پر اثرات

(i) نظم و ضبط کا قیام

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو جو حکم ملا اور پورا معاشرہ اس پر عمل کرتا ہے تو معاشرے میں نظم و ضبط پیدا ہوتا ہے۔ جس فریضے سے نہ صرف نظم و ضبط بلکہ مساوات اور انصاف بھی پیدا ہوتا ہے۔

(ii) اخلاقی اصلاح و پاکیزگی

نیکی کے فروغ اور برائی کے انسداد سے لوگوں میں سچائی، دیانت داری، اور ایسے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ لوگوں کو اللہ کا خوف برائی کرنے سے روکتا ہے۔

Date:

(۱۷) اسلامی ریاست کی مضبوطی

جب معاشرہ خیر اور حق کے راستے پر گامزن ہوتا ہے تو اسلامی نظام مستحکم اور عوامی تائید حاصل ہوتی ہے۔ عالمی سطح پر اس کو دیکھا جاتا ہے تعریف کی جاتی ہے جو اسلام کو فروغ دیتا ہے۔

(۵) تنقیدی جائزہ

اگرچہ امر بالمعروف نہی عن المنکر کا فریضہ اللہ کی طرف سے اسلامی معاشرے پر عائد ہے لیکن بدقسمتی سے آج کے مسلم معاشرے میں یہ فریضہ صرف نظری طور پر تسلیم کیا جاتا ہے، عملی سطح پر کمزور ہے۔ لوگ برائی دیکھ کر خاموش رہ جاتے ہیں اللہ والے بن کر منہ لیتے ہیں جبکہ قرآن و سنت میں اس پر سخت وعید ہے۔ پس اگر امت دوبارہ اس فریضہ پر عمل کرے تو معاشرہ فلاح و بہبود کی طرف واپس آ سکتا ہے۔

(۶) حاصل کلام

امر بالمعروف و نہی عن المنکر صرف مذہبی فریضہ نہیں بلکہ اسلامی نظام حیات کا محور ہے۔ یہ اجتماعی و انفرادی اصلاح، عدل و مساوات، اور ترقی کی ضمانت ہے۔ اس کے بغیر امت مسلمہ کی بقا ممکن نہیں۔ اللہ پاک امت کو اس فریضہ کو پوری طرح عمل کرنے کی توفیق دے (آمین)۔

Date:

عفو (درگزر و معافی) (۱۶)

(۱) تعارف

اسلام واحد ایسا دین ہے جو عدل احسان اور درگزر پر قائم ہے۔ یہ اسلامی تعلیمات کا ایک اہم رکن ہے جو فرد کی ذاتی زندگی اور معاشی تعلقات کو بہتر بناتے ہیں۔ عفو و درگزر سے انسان کو نہ صرف روحانی سکون ملتا ہے بلکہ معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ بھی ملتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "سخت دل شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا"

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ عفو اور نرمی سے تعلقات قائم کرنا ضروری ہے۔

(۱) معنی و مفہوم:

عفو کا مطلب ہے کہ اگر کوئی شخص آپکو نقصان پہنچائے تو اسے معاف کر دیں بغیر غصے یا دشمنی کے۔ مطلب بدلے کی طاقت رکھنے کے باوجود بدلہ نہ لینا۔

درگزر و معافی اللہ کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ اللہ پاک کے 99 نام ہیں اُن میں سے

الرحیم = رحم کرنے والے

الغفور = درگزر کرنے والا

تو اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ درگزر کرنا اللہ کی خوبی ہے انسان بھی اس کو اپنا لے تو کامیاب ہو سکتا ہے۔

Date:

قرآن و حدیث کی روشنی میں عفو و درگزر ۲

اللہ پاک فرماتا ہے قرآن میں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللہ (42:40)

ترجمہ: اور جو شخص درگزر کرے اور اصلاح کرے تو اس کا بدلہ اللہ کے ذمہ ہے۔

یہ آیت واضح کرتی ہے جو شخص معاف کرے اللہ ہی ہے جو اسکو اجر دے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی لغزش معاف کر دے اللہ قیامت کے دن اس کے عیب چھپا دے گا۔"

رسول ﷺ کی زندگی سے عفو و درگزر کی مثالیں۔ ۳

مکہ کی فتح پر عام معافی

جب آپ ﷺ فاتح بن کر مکہ میں داخل ہوئے تو عام معافی کا اعلان کر دیا۔ حالانکہ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے آپ ﷺ کو پتھر مارے، زخمی کیا، قتل کے منصوبے بنائے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا:

"آج تم پر کوئی الزام نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو۔"

یہ عفو و درگزر کی سب سے عظیم مثال ہے جس نے دشمنوں کے دلوں کو ایمان سے بھر دیا۔

حضرت حمزہ کا قاتل:

حضرت حمزہ آپ کے پیارے چچا تھے ان کے قاتل وحشی بن حرب اور ان کی لاش کی بے حرمتی کرنے والی ہندہ بن عتبہ کو بھی آپ نے معاف کر دیا جب انہوں نے معافی مانگ کر اسلام میں داخل ہونے کی اجازت چاہی۔
حالانکہ یہ واقعہ آپ کے لیے بہت تکلیف دہ تھا لیکن آپ نے انہیں معاف کر دیا۔

عفو و درگزر کے اثرات 4

عفو و درگزر کرنے سے نہ صرف انسان بلکہ معاشرہ میں بھی امن ہوتا ہے۔ اس کے اثرات مندرجہ ذیل ہیں:

(i) روحانی سکون

درگزر کرنے والا شخص ہر قسم کے بوجھ سے آزاد ہو جاتا ہے دل مطمئن ہوتا ہے اور روحانی سکون ملتا ہے کیونکہ انسان اللہ پر یقین کر کے معاف کرتا ہے تو دلوں کا سکون اسی سے ملتا ہے۔

(ii) غصے پر قابو

عفو و درگزر کرنے سے انسان کو اپنے غصے کا قابو کرنا آجاتا ہے اس میں صبر اور ضبطِ نفس پیدا ہوتا ہے جو اچھائی کی علامت ہے۔

(iii) محبت اور بھائی چارہ

معاف کرنے سے دشمنی کم ہو جاتی ہے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے اور معاشرہ میں بھائی چارے کا

فروغ ملتا ہے۔

(iii) تنازعات کا خاتمہ

درگزر کرنے سے تنازعے ختم ہو جاتے ہیں کیونکہ انتقامی جھگڑوں سے جو ماحول خراب ہوتا ہے وہ بحال ہو جاتا ہے۔ اور معافی انتقام سے بچ کر امن کی راہ پر گامزن ہوتا ہے جو اصلاح کی راہ ہے۔

۵ تنقیدی جائزہ

اگرچہ اسلام میں عفو و درگزر اعلیٰ اخلاق ہے مگر بعض اوقات حدود الٰہی یا اجتماعی انصاف کے معاملے میں غیر ضروری نرمی نقصان دہ ہو سکتی ہے اس لئے معاف کرنے میں جہاں ضروری ہو وہاں اصلاح اور تنبیہ کا پہلو بھی نظر آتا ہے۔ بدقسمتی سے آج کے دور میں معافی کو کمزوری سمجھا جاتا ہے جبکہ حقیقت میں یہ قوتِ ایمانی اور اخلاقی عظمت ہے۔

۶ حاصلِ کلام

اسلام میں یہ عفو و درگزر نہ صرف اخلاقی نصیحت ہے بلکہ ایک روحانی و اجتماعی اصول ہے جو انسان کو انتقام، نفرت اور حسد سے بچاتا ہے۔ اگر مسلمان اس تعلیم پر عمل کریں تو معاشرے میں امن، عدل، محبت پیدا ہو سکتی ہے اور معافی جاری، انصاف کو فروغ بھی مل سکتا ہے۔